بینوولنٹ فنڈ،گروپ انشورنس،گریجویٹی

مولانا محمد مراد ھالیجوی

عضو المجلس الفقہی جمعیت علماء اسلام پاکستان

رئیس دارالافتاء جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر

یہ مقالہ درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہے۔

1 ...... بنوولنٹ فنڈ،گروپ انشورنس،گریجویٹی عطیہ ہے یا حق لازم؟

2 ...... بنوولنٹ فنڈ حق ہے،ھبہ نہیں۔

3 ...... جس کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے وہ شرعاً ھبہ نہیں ہوتی۔

4 ...... ھبہ میں واھب پر جبر و اکراہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

5 ...... اموال کی طرح حقوق میں بھی وراثت جاری ہوتا ہے۔

6 ...... دیت واجبہ بالقتل ترکہ میں داخل ہے۔

7 ...... مالی حقوق اکثر مشروط ہوتے ہیں۔

دوسری تحقیق

1 .... بنوولنٹ فنڈ عطیہ ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

2 .... دیت ورثہ کیلئے جبر نقصان ہے وراثت نہیں جبکہ قاتل معاھد من الکفار ہو ۔دیت کی تقسیم

3 .... ترکہ وہ ہے جو ماقبل الموت مرحوم کی ملکیت میں ہو یا دوسرے کے ذمہ واجب الاداء ہو۔

4 .... عطیہ اور ھبہ دونوں عقد تبرع ہیں۔اور تبرع میں مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

5 .... بنوولنٹ فنڈ کی دوسرے اجرتوں کی طرح آجر سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

6 .... انفعال اور فعل کی بحث / انفعال کی بھی اجرت طے کیا جاسکتا ہے۔

7 .... ترکہ کی تعریف وھی ما یخلفہ الخ

خلاصہ:- شرعی نقطہ نظر سے بنؤ ولنٹ فنڈ، گروپ انشورنس، گریجویٹی مورث کا حق لازم ہے۔ جبکہ اس کے موت کے بعد اس کے ترکہ میں یہ حق شامل ہو کر حقدار ہوں گے۔ اسلئے کہ مورث کے دوران ملازمت میں یہ حق دیگر حقوق اجرت کی طرح آجر (ملازمت والے ادارہ) کی طرف سے اشتہار میں شامل کیا جاتا ہے۔ اور پھر اگر حکومت کی کسی کارندے کی طرف سے اس میں مماطلت کیا جائے تو عدالت کے ذریعے اس کو چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

بعض قابل احترام مفتی حضرات نے بینوولنٹ فنڈ، گروپ انشورنس، گریجویٹی کو حکومت کی طرف سے ھبہ قرار دیا ہے۔ لھذا واھب جسکو چاہے دے اسکی مرضی ہے۔ اسمیں شرعی ورثہ جاری نہیں ہوگا۔ لیکن مجھے اس توجیہ میں تأمل ہے کیونکہ ھبہ اختیاری عمل ہے واھب کو شرعاً ھبہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ملاحظہ ہو شرح المجلہ المادہ ص۸۶۰ ج۳ **یلزم فی الھبة رضاء الواھب فلا تصح الھبة التی وقعت بالجبر و الاکراہ**

نہ ہی کسی مخصوص فرد یا گروہ کیلئے واھب سے جبراً تعین کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا تینوں فنڈ کیلئے قانوناً حکومت کو مجبور کیا جاسکتا ہے کہ اپنے ملازم کو یہ فنڈز شرائط پائے جانے پر ضرور دے۔ اگر حکومت ٹال مٹول کرے یا صاف انکار کرے تو اسکے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ اور عدالت اپنے حکم سے حکومت کو فنڈز جاری کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

حالانکہ شرعاً واھب کو ھبہ کرنے پر قضاءً مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اسیطرح واھب کو شرعاً مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ خلاف نامزد کردہ شخص کو ہی ھبہ دے۔ کسی دوسرے کو نہ دے بلکہ واھب کو اختیار ہے کہ اپنا ھبہ جس کو چاہے جتنا چاہے دے سکتا ہے۔ اسکو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن مذکورہ بالا تینوں فنڈز میں ملازم جس شخص کو اپنی طرف سے نمائندہ مقرر کرے حکومت قانوناً اس شخص کو دینے پر مجبور ہے۔ وہ اپنے اختیار سے ملازم کے نمائندہ میں تبدیلی نہیں کرسکتی، اگر ھبہ ہوتا تو واھب کو اختیار ہوتا کہ جس کو چاہے دے کیونکہ جس طرح نفس ھبہ پر جبر نہیں کیا جاسکتا اسی طرح موھوب لہ کے تعین میں بھی جبر شرعاً جائز نہ ھوگا۔ ملاحظہ ہو بدائع الصنائع ص۱۲۳ ج ۶ **ولا نھا عقد تبرع فلو صحت بدون القبض لثبت للموھوب لہ ولایة مطالبة للواھب بالتسلیم فتصیر عقد ضمان و ھذا تغییر للمشروع**

گروپ انشورنس پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسمیں قمار ہے کہ اگر ملازم دوران ملازمت فوت ہوگیا تو رقم ملے گی ورنہ نہ۔ اسکے متعلق معروض یہ ہے کہ سولہ گریڈ تک ملازم گروپ انشورنس کی مد میں کچھ رقم ادا ہی نہیں کرتا تو قمار کیسے ہوئی، قمار میں جیتنے اور ہارنے کی دونوں صورتوں کا متصور ہونا ضروری ہے اگر کہا جائے کہ اگر فوت ہوجاتا تو رقم مل جاتی یہ جیت ہے اور اگر زندہ رہا تو رقم نہ ملی لہذا یہ ہار ہوگئی اس لئے اس کو قمار کہا جائے۔

جواب یہ ہے کہ یہ مشروط حق ہے جیسے حکومت ڈپارٹمنٹ یا پرائیویٹ کمپنیاں اپنے ملازمین کیلئے ملازمت کی شرائط میں علاج کی سہولیت بھی اپنے اوپر لازم کرتی ہے۔ تو اگر ملازم بیمار ہوا تو علاج کرایا جائیگا۔ لیکن اگر کوئی بیماری ہی نہ ہو تو اسکو علاج کی مد میں کچھ نہیں ملے گا جس طرح یہ شرط قمار نہیں اس طرح مذکورہ بالا فنڈز بھی قمار میں شامل نہیں ہے۔

باقی رہا یہ اشکال کہ مذکورہ بالا فنڈز حکومت نے اپنے اوپر بالاختیار لازم کردیئے ہیں۔ جس طرح ناذر اپنے اوپر بالاختیار نذر واجب کرتا ہے، یہ اشکال بھی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ ناذر اپنی نذر پوری نہ کرنے کی صورت میں عنداللہ ماخوذ ہوگا۔

لیکن فقراء اس پر مقدمہ کر کے اپنے لئے نذر حاصل نہیں کر سکتے، لیکن مذکور بالا فنڈز میں ملازمین مقدمہ دائر کر کے حکومت کو اپنے لئے فنڈز جاری کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں گریڈ سولہ سے اوپر ملازمین سے جبراً گروپ انشورنس کی مد میں رقم کاٹی جاتی ہے۔ لیکن اولاً قمار باختیار خطر قبول کرنے کو کہتے ہیں یہاں ملازم سے جبراً رقم غصب کی جاتی ہے اسلئے اس کو قمار کہنا درست نہیں ہوگا۔

ثانیا: ملازم کا عقد اجارہ حکومت سے ہے انشورنس کمپنی سے ملازم کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے جب ملازم کمپنی کا فریق ہی نہیں ہے تو اسکی قمار کمپنی سے کیسے ہوگی۔

ثالثا:- ملازم سے ہونے والا معاملہ انشورنس میں مروجہ جداول (فارمولاز) پر کس طرح بھی منطبق نہیں ہوتا۔ اسلئے اس کو انشورنس کی صف میں لاکر ''قمار'' اور ''سود'' ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

بہر حال تینوں فنڈز اجرت میں شامل ہیں اس لئے مرحوم ملازم کی ملکیت میں شامل ہونگے ملازم نے جس شخص کو یہ رقم وصول کرنے کیلئے نامزد کیا ہے وہ وکیل ہوگا۔ اسلئے اس رقم میں شرعی ورثہ جاری ہوگا، باقی رہا یہ سوال کہ مذکورہ بالا فنڈز ملازم کی موت کے بعد واجب ہوتے ہیں اور ترکہ تو وہ ہوتا ہے جو میت کو موت کے وقت اپنی ملکیت میں چھوڑ جائے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ رقم ملازمت کے معاہدہ سے ہی واجب ہوگئی تھی، لیکن ادائیگی کیلئے شرط ملازم کی وفات تھی، اور وہ شرط پائی گئی اسلئے پہلے سے واجب شدہ رقم ہوئی نہ کہ موت کے بعد جسطرح باقی دیون کو ترکہ میں شامل کیا جاتا ہے اسطرح یہ فنڈز بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رقم جب حکومت جبراً کاٹتی ہے تو یہ غصب ہوگا جب واپس کرتی ہے تو یہ رد مال مغصوب ہوگا۔ اور جو زائد رقم ملتی ہے وہ حکومت کی طرف سے اجرت میں شامل ہوگا حکومت یہ اجرت جہاں سے ادا کرے اجیر پر اسمیں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اگر مواخذہ ہوگا تو پھر ساری سرکاری تنخواہوں کا جواز مشکوک ہوجائیگا۔ کیونکہ سرکاری خزانہ میں حرام محصولات اور سود کی رقمیں شامل ہوتی ہیں۔ ھذا ماظہر لی فی ھذا الباب واللہ اعلم بالصواب (محمد مراد ھالیجوی رئیس دارالافتاء جامعہ حمادیہ منزگاہ سکھر ۳۴ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵)

الجواب حامداو مصلیا

اس پوری تحریر کا حاصل یہ ہے کہ بینوولنٹ فنڈ، گریجویٹی، گروپ انشورنس کو حکومت کی طرف سے ایک ھدیہ اور ھبہ قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ دیگر دیون کی طرح حکومت پر واجب الاداء رقم ہیں جو مرحوم ملازم کے ترکہ میں شمار ہونگی۔ اس تحریر میں ذکر کردہ اشکالات کا جواب ملاحظہ فرمانے سے قبل ان فنڈز کے بارے میں حضرمولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے ایک فیصلے کی فوٹو کاپی ارسال کی جاتی ہے جو ماہنامہ البلاغ رجب ۱۴۱۲ء میں شائع ہوا ہے جسمیں حضرت نے ان فنڈز کو ملازم کی فیملی کیلئے ایک عطیہ قرار دیا

ہے اور اس پر جو اشکالات کئے گئے ہیں ان کا مدلل جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے انہیں ملازم کا ترکہ قرار دینا درست نہیں اسے ملاحظہ فرمالیا جائے تاکہ ان فنڈز کی حقیقت اور حیثیت اچھی طرح واضح ہو جائے۔

اس فیصلے میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا فنڈز کوئی ایسی رقوم نہیں جو مرتے وقت ملازم کی ملکیت میں ہوں یا جنکا ملازم اپنی زندگی میں حقدار ہو گیا ہو لہذا انہیں ملازم کا ترکہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ترکہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو مرتے وقت مرحوم کی ملکیت میں ہو یا مرحوم کا کوئی ایسا مالی حق ہو جو اس کی زندگی میں ہی کسی پر واجب الادا ہو گیا ہو۔ البتہ وہ گریجوئٹی یا پینشن جو ملازم کی زندگی ہی میں شرائط ملازمت کے تحت جس کا حق بن جاتی ہے جس کا وہ اپنی زندگی میں لازماً مطالبہ کرسکتا ہے وہ اسکا ترکہ شمار ہوگی ان سب فنڈز کے بارے میں مطلقاً یہ کہنا کہ یہ رقوم ملازمت کے معاہدے سے ہی واجب ہوگئی تھیں اور موت کے بعد یہ واجب شدہ رقوم ملتی ہیں جو مرحوم کی زندگی میں ہی حکومت پر واجب الادا تھیں لہذا یہ بھی دیگر دیون کی طرح ترکہ میں شمار ہونگی ہرگز درست نہیں ایسے ہی انہیں حکومت کی طرف سے غصب قرار دینا بھی صحیح نہیں کیونکہ اولاً تو ان فنڈز کیلئے تنخواہ کی کٹوتی کوئی لازمی نہیں بلکہ اگر کوئی شخص کسی غفلت سے کٹوتی نہ بھی جمع کرائے تو بھی وہ یا اسکی فیملی مقررہ صورتوں میں یہ فنڈز وصول کرنے کے حقدار ہوتے ہیں ثانیاً اگر کٹوتی ہوتی بھی ہے تو اکثر و بیشتر ملازمین اس پر راضی ہوتے ہیں۔ ثالثاً اگر بالفرض کوئی ملازم اس کٹوتی پر راضی نہ ہو تو بھی اسے غصب اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ جب ملازمت قبول کرتے وقت اس کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ تنخواہ میں سے اتنی رقم لازماً کاٹ کر فنڈ میں جمع کی جائیگی اور اسکے بعد یہ ملازمت قبول کرتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے اس کٹوتی کو قبول کرلیا ہے یا اتنی تنخواہ پر راضی ہو گیا ہے جو اس کٹوتی کے بعد بچتی ہے لہذا اسے غصب قرار دینا کسی اعتبار سے درست نہیں بلکہ یہ ایک چندہ تھا جو فنڈ کو دیا گیا۔

اندفنڈز کے عطیہ اور ھبہ ہونے پر جو سب سے اہم اشکال کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ھبہ تو ایک اختیاری عمل ہے واہب کو شرعاً ھبہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی واھب کے اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ نامزد کردہ شخص ہی کو ھبہ کرے کسی دوسرے کو نہیں حالانکہ حکومت کو اس پر قانوناً مجبور کیا جاسکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فنڈز حکومت کی طرف سے عطیہ اور ھبہ نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداءً تو حکومت کو اس بات کا اختیار تھا کہ وہ یہ رقم ملازمین کے پسماندگان کو دے یا نہ دے اور جو کو چاہے دیگا مگر جب حکومت کی طرف سے اس بات کا آرڈر ہو گیا کہ اتنی رقم ملازمین کے پسماندگان کو ملے گی اور افراد کی تعین میں ملازم کو اختیار ہے جسے وہ متعین کردے اسے دینا ضروری ہے حکومت کے اس اعلان کے بعد ملازمین کے پسماندگان سے یہ رقم روکنے کی اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ حکومت کا کوئی کارندہ یہ رقم دینے سے انکار کررہا ہے اور اسمیں رکاوٹ بنا ہوا ہے اس لئے ان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر انہیں یہ رقم نہ ملے تو عدالت سے رجوع کرکے وہ اسے وصول کرسکتے ہیں اس طرح حکومت کے ضابطے کے مطابق جب ملازم نے کسی خاص شخص یا اشخاص کی تعین کردی تو اب حکومت کے کارندوں پر لازم ہے کہ وہ رقم اسی کو دیں اور کسی کو نہ دیں اور اسی شخص کو دینے پر انہیں مجبور کیا جائیگا تو یہ

درحقیقت حکومت پر جبر نہیں بلکہ اس کے کارندوں پر جبر ہے جوحکومت کی طرف سے حکم ہو جانے کے بعد اس میں رکاوٹ بنے ہوتے ہیں اور یہ بات ان فنڈز کے ہبہ ہونے کے منافی نہیں۔

اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے ملازم یا خادم کو کہا کہ فلاں شخص کو اتنی رقم دیدو جب وہ شخص ملازم کے پاس رقم وصول کرنے آیا تو ملازم نے دینے سے انکار کردیا تو یہ شخص مالک سے درخواست کر کے ملازم کو اتنی رقم دینے پر مجبور کر سکتا ہے، اس طرح ملازم پر لازم ہے کہ وہ اسی شخص کو یہ رقم دے، جس کو مالک نے خود متعین کیا ہے یا کسی شخص کے ذریعے متعین کروایا ہے جس طرح یہ جبر نہ اس رقم کے ہبہ ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی ان فنڈز کے بارے میں مذکورہ بالا جبر بھی ان کے ھبہ ہونے کے منافی نہیں کیونکہ یہ جبر واہب پر نہیں بلکہ واھب کے خزانچی اور کارندے پر ہے اور ہبہ کے منافی وہ جبر ہے جو واھب پر ہو جو عبارات پیش کی گئی ہیں وہ اسی کے متعلق ہیں۔

جہاں تک گروپ انشورنس پر اعتراض کا تعلق ہے اس کے حل سے پہلے اسکی صحیح صورتوں اور حکم کا ذکر کرنا ناگزیر ہے چنانچہ اس کی صورتحال یہ ہوتی ہے کہ حکومت ملازمین کی تنخواہ کی کٹوتی اور اپنی طرف سے جمع شدہ فنڈز کی رقم کو انشورنس کمپنی میں سرمایہ کاری کیلئے لگادیتی ہے اور جب اسے رقم کی ضرورت پڑتی ہے وہ کمپنی سے وصول کرلیتی ہے یہ معاملہ حکومت اور کمپنی کے درمیان ہوتا ہے ملازم کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اس کا حکم یہ ہے اگر حکومت انشورنس کمپنی سے وہ رقم لے کر اپنے خزانے میں جمع کرلے اور ملازم کے ورثا حکومت سے وہ رقم وصول کریں تو حکومت جتنی رقم انہیں دے ان کیلئے لینا جائز ہے کیونکہ حکومت نے جب وہ رقم اپنے خزانے میں جمع کرلی تو وہ دوسری رقم کے ساتھ مخلوط ہوگئی اور حکومت کا اکثر مال حلال ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ مال مخلوط میں اکثر مال حلال ہو تو اس کا استعمال حلال ہوتا ہے۔ لیکن اگر ورثا وہ رقم براہ راست انشورنس کمپنی سے وصول کریں تو وہ صرف اتنی رقم لے سکتے ہیں جو کمپنی کو بطور پریمیم دی گئی تھی اس سے زائد رقم کا ان کیلئے اپنا جائز نہیں کیونکہ یہ رقم انشورنس کمپنی میں سرمایہ کاری کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے اور انشورنس کمپنی کا کاروبار سود و قمار پر مشتمل ہے جو کہ ناجائز ہے لہذا اس رقم کا استعمال کرنا ورثا کیلئے جائز نہیں اور یہ وجہ ہر صورت میں پائی جاتی ہے خواہ سولہ گریڈ والے ملازمین ہوں یا اس سے زیادہ والے ہوں اسکے ناجائز ہونے کی وہ وجہ نہیں جو مذکرہ تحریر میں ذکر کی گئی ہے کہ یہ کمپنی اور ملازم کے درمیان اس شمار سے حاصل ہوتی ہے کہ اگر ملازم دوران ملازمت فوت ہوا تو یہ رقم ورثاء کو ملے گی ورنہ نہیں ملے گی کیونکہ اولاً تو یہ قمار ہے ہی نہیں۔ ثانیاً یہ صورت ہوتی بھی نہیں کیونکہ گروپ انشورنس کی رقم ملازمین کے ورثاء کو ہر حال میں ملتی ہے خواہ دوران ملازمت فوت ہوں یا ریٹائرڈ ہونے کے بعد فوت ہوں جب عدم جواز کی یہ وجہ ہے ہی نہیں تو اس پر جو اشکال کیا گیا ہے اسکا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

رہا یہ اشکال کہ جب ملازم اور کمپنی کے درمیان معاملہ ہی نہیں تو پریمیم سے زائد رقم ملازم کے ورثاء کیلئے کمپنی سے وصول کرنا کیوں ناجائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ گو ملازم اور کمپنی کے درمیان معاملہ نہیں مگر چونکہ یہ رقم ناجائز معاملہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ

بذات خود حرام ہے اور باوجود علم کے ناجائز اور حرام مال کا استعمال جائز نہیں اس بناء پر ورثاء کیلئے اس کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم (منظور احمد غفرلہ ایبٹ آبادی دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴)

بینو ولینٹ فنڈ اور گروپ انشورنس کے متعلق میری تحریر پر انجناب نے ماہنامہ البلاغ کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی مطبوع فتوی از راہ کرم بھیجی ہے اور اس کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ میں نے حسب مشورہ وہ فتوی غور سے پڑھی اور حاصل مطالعہ بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لکھا ہے۔ اس پر غور فرما کر اپنی رائے گرامی سے آگاہ فرمائیں ممنون ہونگا۔

نیز میری تحریر پو جناب نے چند اشکالات تحریر فرمائے ہیں، ان میں سے زیادہ تر ضمنی اعتراجات ہیں جن سے نتیجے میں فرق نہیں آتا اس لئے ان پر تبصرہ کرنے کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہو رہی اور بلا وجہ معقول محض نزاع لفظی کے طور پر الجھنے کا عادی نہیں ہوں البتہ ایک اعتراض جو کہ مذکورہ بالا فنڈز کے ھبہ نہ ہونے پر تحریر فرمایا ہے کہ یہ "فنڈ ابتدا" اختیاری تھا لیکن جب حکومت نے آرڈر کر دیا اب اگر اسمیں کوئی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہو تو یہ حکومت کے کسی کارندے کی وجہ سے ہوگی اور عدالت کے ذریعے اس کارندے سے طلب کیا جائیگا نہ کہ حکومت سے جیسے کہ آنجناب نے ایک مثال کے ذریعے اس کی وضاحت بھی فرمائی ہے"۔

اس اعتراض کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ اگر کوئی سرکاری کارندہ رکاوٹ بنے تو عدالت کے ذریعے اس سے مذکورہ بالا فنڈز وصول کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن جسطرح سرکاری کارندے سے عدالت کے ذریعے وصول کئے جاسکتے ہیں، بعینہ اس طرح اگر خود حکومت ٹال مٹول کرلے یا انکار کردے جیسے کہ پچھلے دنوں اخبارات میں ایسی خبریں شائع ہوئی تھیں تو حکومت سے بھی عدالت کے ذریعے مذکورہ فنڈز طلب کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ان فنڈز کا وفاقی حکومت آرڈیننس اور صوبائی حکومت نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے۔ آرڈیننس اور نوٹیفکیشن کے مندرجات کا پورا کرنا اور ان پر عمل درآمد کرنا حکومت پر لازم ہوتا ہے۔ اگر حکومت اس میں ہیرا پھیری یا انکار کرے تو عدالت اس کو آرڈیننس اور نوٹیفکیشن کے تقاضاؤں کو پورا کرنے پر اپنے حکم کے ذریعے مجبور کرسکتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے مروجہ قانون پر نظر رکھنے والوں پر یہ بات کس طرح مخفی نہیں ہے۔ بلکہ استغاثے اور عدالت کی ڈگریاں روز کا معمول ہے۔ جب حکومت سے مذکورہ بالا فنڈز طلب کئے جاسکتے ہیں تو اذا جاء الطلب بطلت الھبۃ وصار حقا لازما کے اصول کے تحت مذکورہ بالا فنڈز ھبہ اور مراعات نہ رہے بلکہ لازمی حق بن گئے اور لازمی حق میں ترکہ جاری ہوتا ہے۔ لہذا بینو ولینٹ فنڈ اور گروپ انشورنس میں ترکہ جاری ہوگا۔ نیز حکومت ملازمت کیلئے اشتہارات دیتے وقت تنخواہ وغیرہ کے ساتھ بینو ولینٹ فنڈ کو بھی مشتہر کرتی ہے۔

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو شخص ملازمت کریگا اس کو تنخواہ کی طرح یہ فنڈ بھی لازماً دیا جائیگا باقی رہا مشروط ہونا تو کس نہ کس طرح تنخواہ بھی مشروط ہوتی ہے کہ مثلاً حاضر ہوگا اور ملازمت کے قواعد کا احترام کریگا تو تنخواہ ملے گی ورنہ نہ اس طرح بینو ولینٹ فنڈ بھی مشروط ہے، بلکہ حقوق عموماً مشروط ہی ہوتے ہیں مثلاً حق حبس المبیع استیفاء الثمن سے مشروط ہے حق حبس المرھون اداء الدین سے مشروط ہے۔ اسکے باوجود یہ حقوق قابل وراثت ترکہ میں شامل ہیں

ماہنامہ البلاغ میں بینو ولینٹ فنڈ کے بارے میں مطبوع فتویٰ پر غور کرنے سے میری ذہن میں چند باتیں آئی ہیں وہ جناب والا کی خدمت میں بغرض استفسار بھیج رہا ہوں، فتوی میں ''بینولینٹ فنڈ'' کو شرعی ورثا میں تقسیم کرنا ضروری قرار نہ دینے کیلئے میرے خیال میں مندرجہ ذیل وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔

ا) ترکہ میں صرف ایسے مالی حقوق شامل ہیں جنکا مرحوم اپنی زندگی میں لازماً مطالبہ کرسکتا ہو؟

میرے خیال میں مرحوم اپنی زندگی میں دوران ملازمت معذور ہوجانے کی صورت میں بنیو ولینٹ فنڈ کا لازماً مطالبہ کرسکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ تندرستی کی صورت میں یہ فنڈ نہ ملے گا۔ اس لئے لازمی حق نہ ہوا۔

تو جواب یہ ہے کہ بحث محض اس صورت پر ہے جب شرائط پائے جائیں، اور فنڈ وصول ہو تو ایسی صورت میں شرعی ورثاء میں تقسیم کیا جائے یا محض نامزد کردہ فرد یا افراد کو دیا جائے؟ جب شرائط مفقود ہوں تو نہ وصول ہوگا اور نہ ہی ترکہ میں شامل ہوگا۔ اس طرح فقہاء کرام کی تصریحات میں بھی کہیں مذکورہ بالا قید حق کے ساتھ نہیں لگائی گئی۔ مذکورہ تحریر میں فقہاء کرام کی تین عبارات نقل کی گئی ہیں۔

1...... الترکة فی الاصطلاح ما ترک المیت من الاموال صافیا عن تعلق حق الغیر بعین من الاموال (ردالمحتار ۵۰۰ ج ۵) اس عبارت میں صرف مال کا ذکر ہے نہ حق کا ذکر ہے اور نہ ہی قید کا کوئی ذکر ہے۔ اس طرح حضور ﷺ کا ارشاد مبارک کہ **من ترک مالا فلورثته** (رواہ البخاری) میں بھی مطلق مال کا ذکر ہے اگرچہ دوسری احادیث شریفہ میں **من ترک مالا** کے ساتھ **او حقا** کا لفظ بھی مروی ہے۔ لیکن وہاں بھی **حقا** کے ساتھ دوسری قید کہیں نہیں لگائی گئی اور نہ ہی کسی محدث نے حق کے ساتھ زندگی میں کسی وقت لازماً مطالبہ کرسکنے کا ذکر کیا ہے۔

فقہاء کرام کی دوسری عبارت **واعلم انه یدخل فی الترکة الدیة الواجبة بالقتل الخطاء او بالصلح عند العمد او بانقلاب القصاص مالا بعفو بعض الاولیاء فتقضی عنه دیون المیت وتنفذ وصایاه** میں بھی حقوق کا ذکر نہیں ہے البتہ دیت کا ذکر ہے لیکن دیت کو ترجمہ میں بین القوسین عبارت (اور مرنے والے کے حصے میں آئی ہو) بڑھا کر غیر کے قتل ہونے سے میت کے حصے میں آنے والی دیت کے ساتھ مختص کرنا نہ شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ نے دیت کو ایک قسم کے ساتھ مختص کیا ہے بلکہ خواہ غیر کے قتل ہونے سے دیت کی رقم مورث کے حصہ میں آئی ہو یا خود مورث کے قتل ہوجانے سے دیت کی رقم مورث کے اولیاء نے وصول کی ہو، دونوں صورتوں میں اس میں شرعی ورثہ چلے گا یہ مسئلہ کسی فقیہ کے ہاں مختلف فیہ نہیں ہے اور مورث کے قتل ہوجانے سے جو دیت ورثہ میں شامل ہوتی ہے وہ مورث کی زندگی میں واجب ہی نہ تھی اس لئے زندگی میں لازماً مطالبہ کرنے کی قید بھی نہیں لگے گی بلکہ بعد الموت واجب ہونے کی وجہ سے بینو ولینٹ فنڈ کی بعد الموت ملنے والی صورتوں سے مشابہ ہوگی۔

جب دیت کے دونوں قسم موروث ہیں اور ایک قسم دیت کا واجب ہی بعد الموت ہوتا ہے اگر ورثہ کیلئے مورث کا زندگی میں لازماً مطالبہ کرسکنا شرط عائد کی جائے تو دیت کا دوسرا قسم ورثہ سے خارج ہو جائیگا جو کہ مسلمہ فقہی مسئلہ کے خلاف ہے مذکورہ تحریر میں فقہاء کرام کی تیسری عبارت **والاموال فی التعریف العقارات والمنقولات والدیون التی وجبت للمیت فی ذمة الغیر والدیة الواجبة بالقتل الخطاء اوبالصلح عن قتل العمد اوبانقلاب القصاص مالا بعفو بعض الاولیاء بالدم کما اشتمل سائر الحقوق المالیة کحق حبس المرهون عند المیت حتی یستو فی دین المیت له اوحق حبس المبیع من اموال المیت حتی یستوفی الثمن من المشتری و تشتمل حقوق الارتفاق کحق الشرب والسیل والمرور** بحوالہ المواریث فی الشریعۃ الاسلامیہ 10 مطبوع مصر

یہاں بھی شیخ حسنین محمد مخلوف نے ترکہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سائر الحقوق المالیہ مطلق لکھے ہیں زندگی میں کسی وقت لازماً مطالبہ کر سکنے کی قید کہیں مذکور نہیں ہے، نہ صرف حقوق مالیہ بلکہ حقوق الارتفاق کو بھی قابل وراثت چیزوں میں شمار کیا ہے جو کہ مال ہی نہیں ہیں

. مذکور بالا تحریر میں بیان کردہ خلاصہ یہ کہ قران وسنت کے ارشادات اور فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''کسی مرنے والے کے قابل وراثت ترکہ میں بنیادی اہمیت اس بات کو ہے کہ کوئی ایسا مال ہو جو مرتے وقت اس کی ملکیت تھا یا مرحوم کا کوئی ایسا مالی حق جو زندگی میں واجب الاداء ہو گیا ہو اور وہ اپنی زندگی میں کسی وقت اس کا لازمی طور پر مطالبہ کرسکتا ہو۔

یہ خلاصہ نہ تو قرآنی آیات میں مذکور ہے نہ احادیث شریفہ میں نہ ہی فقہاء کرام کی مذکور تینوں عبارات میں اس قید کا ذکر ہے بلکہ اسکے برعکس جہاں عبارت میں مالی حقوق کا ذکر ہے وہاں بلا قید سائر الحقوق المالیہ کہا گیا ہے بلکہ اور زیادہ تعمیم کر کے حقوق الارتفاق کو بھی ترکہ میں شامل کیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ہے للرجال نصیب مما ترك الوالدان و الاقربون و للنساء نصیب مماترك (سورۃ نساء آیت ۷)

اس آیت مبارکہ میں ''مماترک'' کا لفظ عام ہے مال ہو یا حق اس میں زندگی میں لازم یا غیر لازم مطالبہ کر سکنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی کسی فقیہ مفسر نے یہ قید بڑھائی ہے، لہذا مذکورہ بالا قید قران مجید کی رو سے ثابت نہیں ہے۔ جب یہ قید کہیں سے ثابت نہیں ہوتی تو اس کو بنیاد بنا کر بینو ولینٹ فنڈ کو ترکہ سے خارج کرنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ ترکہ ہر اس مال میں چلے گا جو مرحوم نے مرتے وقت خالی عن حق الغیر چھوڑا ہو یا ایسا حق ہو جو مرحوم کیلئے زندگی میں مشروط یا غیر مشروط ثابت ہو گیا ہو یا مرحوم کی موت کی وجہ سے دیت کی طرح واجب ہو گیا ہو اگر چہ زندگی میں ثابت نہ بھی ہوا ہو اس سے ترکہ پر اثر نہیں پڑے گا۔

بینو ولینٹ فنڈ کو دیت پر قیاس کرنا سے مذکورہ تحریر میں دو موانع پیش کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دیت درحقیقت قصاص کا بدل ہے اور قصاص لینے کا حق چونکہ ورثاء کو ہوتا ہے اسلئے اس کا قائم مقام یعنی دیت بھی انہی کا حق ہو جاتا ہے، یہ درحقیقت قیاس سے کس طرح مانع نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں تو صرف دیت پر اٹھنے والے سوال کو دفع کیا گیا ہے کہ انسان محترم مالک اور متمول ہوتا ہے اس کا عوض مال متبذل مملوک کیسے بنا فقہاء نے اس کا جواب دیا کہ دراصل انسانی جان کے قتل کے عوض قصاص ہی ہوتا ہے لیکن جن صورتوں میں موانع کی وجہ سے

قصاص واجب نہیں ہوتا ان صورتوں میں انسانی جان کو "ھدر" یعنی بیکار مفت چھوڑ دینے سے قاتل کا حوصلہ بڑھ سکتا ہے اور آئندہ بھی جرائم پر جرأت کر سکتا ہے۔ لہذا اگر جان کے بدلہ جان نہ سہی لیکن کچھ نہ کچھ جرمانہ تو ہونا چاہئے وہ "دیت" ہے اس حکمت بیان کرنے کی وجہ سے قیاس کرنے سے نہ تو کوئی مانع پیش آتا ہے اور نہ ہی فارق۔ اسلئے بینولینٹ فنڈ کو من وجہ یعنی بعد الموت وجوب میں دیت پر قیاس کرنے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

• دوسرا مانع یہ پیش کیا گیا ہے کہ دیت ایک شرعی حق ہے جس کی ادائیگی شرعاً لازم ہے جس کے بارے میں صریح احادیث نے یہ تعین کرلیا ہے کہ یہ رقم مقتول کے ورثاء کو دی جائیگی۔

یہ چیز بھی در حقیقت مانع نہیں بلکہ مرجح ہے کیونکہ مقیس علیہ کا منصوص ہونا قیاس سے مانع نہیں ہوتا بلکہ قیاس کیلئے مرجح ہوتا ہے مقیس علیہ اگر منصوص یا مجمع علیہ نہ ہو تو قیاس صحیح نہیں ہوگا منصوص ہونے کی صورت میں قیاس درست ہوگا جب احادیث نے واضح طور پر بتایا ہے کہ دیت شرعی ورثاء میں تقسیم ہوگی، تو جو چیز من وجہ دیت کی طرح ہو اس کو بھی ورثاء پر تقسیم کرنے سے کوئی خرابی لازم نہیں آئیگی

باقی رہا یہ اعتراض کہ بینولینٹ فنڈ کی مذکورہ بالا تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ ملازم کے انتقال کی صورت میں اس کی فیملی کو ملنے والی گرانٹ نہ تو ایسے مال کی تعریف میں آتی ہے جو مرتے وقت ملازم کی ملکیت ہو اور نہ کوئی ایسا مالی حق ہے جو فنڈ کے ذمہ لازماً ملازم کی حیات میں واجب الادا ہو کیونکہ اگر ملازم زندہ رہتا تو دفعہ ۱۳۔ اے کی رو سے صرف اس وقت اس گرانٹ کا حقدار ہوتا جب وہ ریٹائرڈ ہونے سے پہلے اپنی جسمانی یا ذہنی طور پر معذوری کے سبب ملازمت سے برخواست کر دیا گیا ہوتا۔

اس پر معروض یہ ہے کہ بینولینٹ فنڈ کے نوٹیفکیشن کے مطابق ملازم کو چار صورتوں میں زندگی میں ہی رقم مل سکتی ہے۔

۱۔ جب جسمانی یا ذہنی طور پر معذور ہونے کی وجہ سے ملازمت سے برخواست کر دیا گیا ہو۔

۲۔ دو بیٹوں یا ایک بیٹی اور ایک زیر کفالت بہن کی شادی کا انتظام کرنا ہو۔

۳۔ کوئی زیر کفالت فرد کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا ہو۔

۴۔ ملازم کا قریبی عزیز فوت ہو گیا ہو اس کی تجہیز و تکفین کی ذمہ داری ملازم پر ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ :- الف۔ حقوق مورثہ کیلئے زندگی میں واجب ہونے کی قید کسی فقیہ نے نہیں لگائی۔

ب۔ دیت واجب ہی بعد الموت ہوتی ہے اس کے باوجود موروثہ ہے۔

ج۔ حقوق مشروط بھی عند وجود الشرط حقوق موروثہ ہوتے ہین اور حقوق عموماً ہوتے ہی مشروط ہیں۔

د۔ بینولینٹ فنڈ چار صورتوں میں زندگی میں ہی واجب الاداء ہوتا ہے۔

ھ۔ جن صورتوں میں بعد الموت واجب الاداء ہوتا ہے وہ بھی مرحوم ملازم کی ملازمت کے استحقاق کی وجہ سے واجب ہوتا ہے

و۔ بینوولینٹ فنڈ حق ہے ''ھبہ'' یعنی بخشش نہیں ہے۔

ز۔ بینوولینٹ فنڈ کا اولا آرڈیننس جاری ہوا تھا اس کے بعد صوبائی حکومتوں نے نوٹفکیشن جاری کئے ہیں۔ آرڈیننس اور نوٹیفکیشن کے مندرجات عدالت میں چیلنج کئے جاسکتے ہیں جس کا مطالبہ کیا جاسکتا ہو وہ ''ہبہ'' نہیں ہوتی۔

حاشیہ نمبر ا صفحہ ۳۲ مرنے والا اپنی زندگی میں ہی انکے مطالبہ کا حقدار تھا؟ یہ قید نہ قران میں ہے اور نہ حدیث میں نہ ہی کسی فقیہ نے یہ قید لگائی ہے۔ بلکہ دیت واجب ہی بعد الموت ہوتی ہے مورث کی اپنی زندگی میں وجوب ہی نہیں ہوتا تو مطالبہ کیسے درست ہوگا؟

حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۳۳ وہ دیت جو مرحوم کو وصول کرنی ہو'' عربی عبارت کا ترجمہ نہیں ہے وہاں الواجبۃ بالقتل'' کے الفاظ خواہ کسی دوسر کے قتل ہو جانے سے واجب ہوئی ہو یا خود مورث کے قتل ہو جانے سے واجب ہوئی ہو دونوں مراد ہوسکتی ہیں صرف پہلی صورت میں بند کرنا نہ صرف عربی عبارت کے خلاف ہے بلکہ فقہ حنفی کے بھی خلاف ہے۔

حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۳۲ مالی حق ورثہ میں شامل کرنے کیلئے زندگی میں کسی وقت لازمی طور پر مطالبہ کرسکتا ہو'' نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں اور نہ فقہ کی کسی کتاب میں تلاش بسیار کے باوجود کہیں مل سکا بلکہ اس کے برعکس ''سائر الحقوق المالیہ'' کا لفظ بلا قید استعمال کیا گیا ہے ورنہ صرف حقوق مالیہ میں ہی نہیں بلکہ حقوق الارتفاق میں جاری ہوتا ہے۔

حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۳۴ مذکورہ خلاصہ پر غور کرنے سے دیت ترکہ سے خارج ہو جاتی ہے کیونکہ دیت نہ مرتے وقت مرنے والے کی ملکیت ہے اور نہ دوسرے کے ذمہ ایسا مالی حق ہے جس کا میت زندگی میں مطالبہ کرسکتا ہو حالانکہ دیت اجماعا ترکہ میں شامل ہے جیسے کہ علامہ ابن عابدین کی عبارت نقل کی گئی ہے واعلم انہ یدخل فی الترکۃ الدیۃ الواجبہ بالقتل (حاشیہ نمبر ۲۵) بینوولینٹ فنڈ موعود علاج یا تشجیع کیلئے مقرر کردہ انعام وغیرہ کی طرح مشروط مالی حق ہے کسی مالی حق کیلئے زندگی میں قابل وصول ہونا ترکہ بننے کیلئے شرط نہیں ہے جیسے کہ دیت قتل خطاء مرنے کے بعد واجب ہوتی ہے لیکن ترکہ میں شامل کر کے شرعی ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ بلکہ بینوولینٹ فنڈ تو بعض صورتوں میں زندگی ہی میں قابل وصول ہوتا ہے لہذا اسکو ورثہ میں شمار نہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ۳۶ مشروط مالی حق ہے ملازمت کے دوران ملازم مرنے یا معذور ہونے کی صورت میں لازمی حق بن جاتا ہے۔ مشروط مالی حقوق بھی عند وجود الشرط ترکہ میں شامل کرلئے جائینگے جیسے کہ دیت بلکہ زیادہ تر مالی حقوق مشروط ہوتے ہیں۔ جیسے حق حبس المبیع ثمن وصول نہ ہونے سے مشروط جب ثمن وصول ہوگیا وہ حق ساقط ہو جاتا ہے، اس طرح حق حبس المرھون دین کے عوام استیفاء سے مشروط ہے جب دین وصول ہوگا تو حبس المرھون کا حق ساقط ہو جائیگا۔

حاشیہ ۷ ص ۳۶ زیر بحث مسئلہ بھی یہی ہے کہ بعض صورتوں میں جب حکومت بینوولینٹ فنڈ سے مرحوم کے نامزد کردہ افراد کو دیتی ہے وہ نامزد کردہ افراد اس کے اکیلے مالک ہیں یا باقی ورثاء کے وکیل بھی ہیں جن صورتوں میں رقم نہیں ملتی وہ زیر بحث ہی نہیں ہے باقی رہا اس کو گرانٹ یا عملیہ کا نام دینا تو شرعی حکم الفاظ پر نہیں بلکہ حقیقت اور مفہوم پر لگے گا۔

حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۳۷ اگر مالی کٹوتی علیحدہ تصریح نہ ہونے کے باوجود محض ملازم کی معلومات کی وجہ سے جائز قرار دی جارہی ہے تو ملازم کو ملازمت کی وجہ سے ملنے والی مشروط رقوم آجر ادارہ پر لازم کیوں نہ قرار دی جائیں؟ جبکہ آجر ادارے ملازمت کے اشتہار میں بنو ولنٹ فنڈ کو بھی مشتہر کرتے ہیں نیز سروس رولز میں شامل کر کے اس کو تحفظ بھی دیا گیا ہے اور سرکاری نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے جو کہ عدالت میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۳۸ میراث کی خلاف ورزی ہورہی ہے کیونکہ سارے حقوق مالیہ میں شرعاً ورثہ چلتا ہے یہ بنوولنٹ فنڈ بھی حق مالی ہے

حاشیہ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۸ میراث کی خلاف ورزی ہورہی ہے کیونکہ سارے حقوق مالیہ میں شرعاً ورثہ چلتا ہے یہ بینوولنٹ فنڈ بھی حق مالی ہے۔

حاشیہ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۸ پراویڈنٹ فنڈ بھی ملازم کو بہرحال میں نہیں ملتا مثلاً اگر ملازم نے شرائط وقواعد کی خلاف ورزی کی اور حکومت نے ملازمت سے برخواست کردیا تو پینشن اور پراویڈنٹ فنڈ دونوں نہیں دیئے جاتے۔

حاشیہ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۸ پراویڈنٹ فنڈ بھی ملازم کو ہرحال میں نہیں ملتا مثلاً اگر ملازم نے شرائط وقواعد کی خلاف ورزی کی اور حکومت نے ملازمت سے برخواست کردیا تو پینشن اور پراویڈنٹ فنڈ دونوں نہیں دیئے جاتے۔

حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۹۔ شامی والے نے دیت کو ترکہ شمار کیا ہے۔ **واعلم انه یدخل فی الترکة الدیة الواجبة بالقتل**

حاشیہ نمبر ۱۲ صفحہ ۳۹ دیت کا قائم مقام قصاص ہوتا ہے ورثہ میں شامل ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے یہ تو محض حکمت بتائی گئی ہے کہ دیت کیوں واجب ہوتی ہے ایسی حکمت کا ورثہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً

مذکورہ تحریر میں غور کیا گیا، ذکر کردہ تمام شبہات کا خلاصہ اصولی طور پر تین باتیں ہمیں سمجھ میں آئیں جن میں تبعاً دوسرے شبہات بھی شامل ہیں، اور وہ تین یہ ہیں:

۱۔ بینوولینٹ فنڈ کی رقم کا مطالبہ براہ راست حکومت سے بھی کیا جاسکتا ہے لہذا اسے عطیہ وامداد کہنا صحیح نہیں، بلکہ یہ حق لازم ہے لہذا ترکہ میں شامل ہوگا۔

۲۔ کسی مالی حق کا ترکہ میں شامل ہونے کیلئے حالت زندگی ہی میں دوسرے کے ذمہ واجب الاداء ہونا کہ وہ اپنی حالت زندگی میں کسی وقت لازمی طور پر مطالبہ کرسکے، یہ قید فقہاء کی عبارات میں نہیں ہے، لہذا یہ قید لگانا درست نہیں۔

۳۔ دیت خواہ خود مورث کی دیت ہو یا دوسرے کی دیت مورث کے حصے میں آئی ہو بہرصورت یہ ترکہ ہے اور من حیث الترکہ وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے، اور چونکہ خود مورث کی دیت واجب ہی ہوتی ہے اس کے مرنے کے بعد، تاہم ترکہ میں شامل ہوتی ہے لہذا کسی مال کا ترکہ میں شامل ہونے کیلئے زندگی ہی میں لازمی حق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اب جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

1...... جواب از شبہ اول : جس طرح کارندوں کے خلاف مقدمہ دائر کر کے بینو ولینٹ فنڈ کی رقم کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بواسطہ عدالت اگر براہ راست حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاسکے تب بھی بینو ولینٹ فنڈ کا عطیہ وامداد نہ ہو کر لازمی حق ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ حکومت سے مطالبہ کا استحقاق اس حیثیت سے نہیں ہے کہ بینو ولینٹ فنڈ کی رقم شرعاً ملازم کا حق لازم ہے، بلکہ اس حیثیت سے کہ چونکہ شرط متحقق ہونیکی صورت میں حکومت اس رقم کے دینے کا وعدہ کر چکی ہے۔ لہذا شرعا و واقعۃً اگر چہ یہ ملازم کا لازمی حق نہیں ہے لیکن حسب وعدہ حکومت رسماً اور واجاًوہ اس کا مستحق ہے اور اس حیثیت سے مطالبہ بھی کر سکتا ہے، البتہ شرع کی رو سے اس قسم کا مستحق اگر اس مال کی وصولیابی سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ مال اس کے ترکہ میں شامل نہیں ہوتا، چنانچہ حکومت کی طرف سے اگر کسی شخص کیلئے سالانہ عطیہ مقرر ہو اور وہ شخص انتقال کر جائے تو اسکا عطیہ اسکے ترکہ میں شامل نہ ہوگا، خواہ وہ سال پورا ہونے کے بعد انتقال کر گیا ہو اور حکومت کے رواج و دستور کے مطابق ایک گونہ مستحق بھی ہو گیا، یا درمیان سال انتقال کیا ہو، البتہ سال پورا ہونے کے بعد فوت ہونے کی صورت میں بعض فقہاء کے مطابق میت کے قریبی رشتہ داروں میں اس عطیہ کو صرف کر دینا مستحب ہے یعنی باقاعدہ تمام وارثوں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے (**کذا فی الا شباہ مع الحموی حسب ما سیاتی**) لہذا بینو ولینٹ فنڈ بھی جو کہ حکومت کی طرف سے عطیہ ہے، اگر چہ حکومت کے وعدہ اور دستور کے مطابق فوت شدہ ملازم اس کا گویا مستحق بن جاتا ہے اور اس حیثیت سے اسکی طرف سے اس کا مطالبہ بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے اس کا عطیہ ہونا باطل نہ ہوگا، اور جب عطیہ ہونا باطل نہ ہوا تو وہ ترکہ میں بھی شامل نہ ہوگا۔

اور بحسن وخوبی کام انجام دینا من قبیل الفعل ہے جو کہ عقد اجارہ میں معقود علیہ ہے، اور دوران ملازمت فوت ہو جانا، بیمار پڑ جانا، یا کوئی سخت حاجت پیش آجانا یہ ساری باتیں من قبیل الانفعال ہیں جن کا معقود علیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا بحسن وخوبی کام کی انجام دہی کے ساتھ مشروط اجرت پر ملازم کے کسی خستہ حال پر امداد کے وعدہ کو قیاس کر کے اس امداد کو بھی تنخواہ قرار دینا درست نہ ہوگا۔

قال ابن نجیم رحمۃاللہ تعالیٰ العطاء لا یورث کذا فی صلح البزازیۃ قال الحموی اقول ظاھر اطلاقہ انہ لا فرق بین ان یموت من لہ العطاء فی نصف السنۃ او اخرھا و فی شرح مسکین علی الکنز عند قولہ ومن مات نصف السنۃ حرم عن العطاء انما وضع المسئلۃ فی نصف السنۃ لانہ لومات فی آخر السنۃ یستحب الصرف الی قریبہ (کذا فی الاشباہ مع غمز عیون البصائر ۲۴۸ ۵ ج ۴۔)

2...... جواب از شبہ دوم :- کسی مالی حق کا ترکہ میں شامل ہونے کیلئے حالت زندگی میں دوسرے کے ذمہ اس طرح واجب الاداء ہونا کہ وہ لازماً مطالبہ کر سکتا تھا، یہ شرط اگر چہ عبارات فقہاء میں صراحۃً مذکور نہیں، لیکن **صافیاً عن تعلق حق الغیر او خالیا عن تعلق حق الغیر** جیسی عبارات کا مفہوم یہی ہے کہ ترکہ میں وہی حق شامل ہوگا جو مورث کا خالص حق ہو۔ اور ظاہر بات ہے کہ خالص حق وہی ہوگا جس کا وہ لازمی طور پر مطالبہ کر سکے، نیز اوپر اشباہ کے حوالہ سے ذکر کردہ عبارت سے بھی یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے

و قولہ (من ترکۃ المیت) و ھی ما یخلفہ فتصدق بما ترکہ من خمر صار خلا بعد موتہ و من شبکۃ نصبھا فو قع فیھا بعد موتہ صید فیورث ذالک عند و کذا الدیۃ الماخوذۃ فی قتلہ بناء علی الاصح من دخولھا فی ملکہ قبیل موتہ کما قالہ الزرکشی (کذافی مغنی المحتاج للنوویؒ ۳ج ۳وھکذافی تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۳۸۳ج ۲) و فی نہایۃ المحتاج ۳ج ۶ ولا یغتر بمسئلۃ نصب الشبکۃ بان الصید وقع فیھا بعد موتہ و مع ھذا یکون من ترکتہ فعلی ھذا ینبغی ان یکون ما نحن فیہ، لان العلامۃ الکاسانیؒ قد صرح و جہ شمولیہ بقولہ ان نصب السبکۃ وضع لنعقل الصید ومباشر السبب الموضوع للتی اکتساب لہ، کذافی البدائع و اماما نحن فیہ فلیس کذابوجوہ (واللہ اعلم واُحکم العبدسعیداُحمد دارالافتاءدارالعلوم،کراتشی)

بینوولینیٹ فنڈ'' پرمضمون مطبوعہ'' رسالہ ماہنامہ البلاغ کراچی اور حضرت مولانا محمد مرادصاحب مفتی دارالفتاء جامعہ حمادیہ سکھر کی طرف سے ارسال کردہ مضمون بنوولنٹ فنڈ ''مطبوعہ البلاغ پر میری معروضات کو اپنے تین بنیادی شبہات قرار دیا ہے۔اس میں سے پہلے شبہہ کے جواب میں اپنے بینوولینیٹ فنڈ کوعطیہ پر قیاس فرمایا ہے۔اور بینوولینیٹ فنڈ عطیہ کی طرح ہونے کی وجہ حق لازم نہیں ہوگا۔جس طرح سالانہ سال گزرنے کے باوجود حق لازم نہیں بنتا۔اس لئے شرعی ورثہ کے طور پر ورثاء میں تقسیم نہیں ہوگا۔

لیکن مجھے اسمیں اب بھی تامل ہے۔کیونکہ بینوولینیٹ فنڈ صرف ملازم کوملتا ہے غیر ملازم کونہیں ملتا اور ملازم کو ملنے والی دیگر اجرتوں مثلاً تنخواہ الاؤنس،ہاؤس رینٹ،کیساتھ بنوولنٹ فنڈ کوبھی ملازمت کے اشتہار میں مشتہر کیا جاتا ہےان مشتہر شدہ اجرتوں میں سے کوئی بھی نہ ملنے والی اجرت میں ملازم اپنے آجر (ملازم رکھنے والا ادارہ) کے خلاف عدالت میں جانے کا حق رکھتا ہے۔اسلئے اس فنڈ کوعطیہ پر قیاس کرنا درست نہیں لگتا۔کیونکہ عطیہ میں نہ ملازم ہونے کی شرط ہےاور نہ ہی اجرتوں کے ضمن میں اس کی تشہیر کی جاتی ہےاور نہ ہی اس کے نہ ملنے کی صورت میں اس کوکسی عدالت میں چیلینج کیا جاسکتا ہےان تین وجوہ فوارق کی موجودگی میں بینوولینیٹ فنڈ کوعطیہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے

اجرادارے ملازمین کیلئے علاج معالجہ کا بھی ذمہ اٹھاتے ہیں۔لیکن اس صورت میں ملازم بیمار ہوگا تو علاج کی سہولت سے فائدہ اٹھائیگا ورنہ نہیں اس کے باوجود اس شرف کے متحقق ہونے کے وقت یہ حق لازم ہے عطیہ نہیں ہے اگرچہ یہ قبیل انفعال سے ہے۔ اور قبیل فعل نہیں۔لیکن اس کے باوجود اس کواجیر (ملازم) کاحق لازم قرار دیا جاتا ہے۔

عقداجارہ میں فعل یا انفعال کا فرق مجھے کہیں نہیں ملا ہے۔بلکہ اس کے برعکس سرکش گھوڑا یا غلام جوسوار کی اور آقا کی اطاعت نہ کرے اسکی اجرت طیع گھوڑے اور غلام سے کم ہوتی ہے۔حالانکہ اطاعت انفعال کے قبیل سے ہے نہ کہ از قبیل فعل۔

جواب الجواب از شبہ دوم صافیا عن حق الغیر یا خالیا عن حق الغیر جیسی عبارتوں سے یہ مطلب تو سمجھ میں آتا ہے۔ کہ ورثہ وہ چیز ہے یا وہ چیز بنے گی جو غیر کا حق ہو لیکن میت کا ایسا حق لازم ہو کہ میت اپنی زندگی میں اسکا مطالبہ کر سکے۔ کسطرح یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ لہذا حق لازم ہونا اور زندگی میں مطالبہ کر سکنا کی قیود لگانا کسی فقہ کی کتاب کے مطابق نہیں ہے۔

جواب الجواب عن الشبهة الثالثة :- آیت مبارکہ **فدية مسلمة الى اهله** الاية۔

اس آیت سے دیت کے غیر موروثہ ہونے پر استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ مقتول کے مسلم اور کافر ہونے کے دونوں احتمال مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ اگر مقتول کافر ہو تب بھی اس کے خون بہا کو دیت کہا جائیگا۔ لیکن اس کے احکام دیۃ المسلم کے احکام کے مختلف ہونگے، اگر مقتول مسلم ہے اور دیگر ساری برادری کافر ہے تو اسکے احکام بھی **دية المسلم المسلّمة الى اهله المسلمين** سے مختلف ہونگے۔

مطلب یہ ہے کہ دیت کے تین اقسام ہوئے **(1) دية الكافر المسلّمة الى اهله الكفار المعاهدين (2) دية المسلم المسلّمة الى اهله المسلمين (3) دية المسلم المسلّمة الى اهله الكافرين المعاهدين** ان تینوں اقسام دیت کے احکام مختلف ہیں ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ قتل خطاً کی صورت میں مسلمان مقتول کی دیت ہر حال میں اس کے اولیاء مسلمین کو دی جائیگی۔ لیکن اگر مقتول کے اولیاء کافر ہوں تو صرف معاہدہ کی صورت میں ایفاء عہد کی وجہ سے دیت اولیاء کو دی جائیگی اگر مقتول کے کافر اولیاء سے معاہدہ نہو تو دیت دینا لازم ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیت اولیاء مسلمین کا حق ہے اولیاء کفار کا حق نہ ہے۔ کفار کو صرف معاہدہ کی وجہ سے بطور جرمانہ دیت دی جاتی ہے۔ جس طرح معاہدہ کی خلاف ورزیوں کے دوسرے جرمانے کفار معاہدین کو دیئے جاسکتے ہیں اس طرح دیت بھی دی جائیگی اور وہ اپنے رسم و رواج کے مطابق جس طرح چاہیں گے آپس میں تقسیم کریں گے یہ ورثہ نہ ہوگا۔ البتہ دیت مسلم جو اس کے اولیاء مسلمین کو دیجائے وہ ورثہ ہوگی اور شرعی ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ باقی رہا مسئلہ دیت کا قبل الموت واجب ہونا تو اس طرا اگر حقوق مالیہ مستتبعہ للومت کو بھی قبیل الموت تسلیم کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں نظر آرہا ہے۔ نیز مسئلہ شبکہ پر قیاس کر لینے میں بھی مجھے کوئی خرابی نظر نہیں آرہی ہے جس طرح وہاں مباشرہ السبب المفضی الی المسبب ہے اس طرح یہاں بھی بینوولینٹ فنڈ سے مشروط ملازمت اختیار کرنا مباشرۃ السبب المفضی الی المسبب ہے۔ نیز **مسئلة خمر صار خلا** میں تو موروث کا مباشرۃ السبب بھی موجود نہیں ہے بلکہ قدرتی طور پر موسم و دیگر اسباب طبعیہ کے اثر سے خود بخود شراب سرکہ بن گئی ہے۔ اس کے باوجود سرکہ مال ترکہ میں شامل ہو کر مال موروث بن جائیگا اس طرح ملازم کی موت کی وجہ سے خود بخود بینوولینٹ فنڈ حق لازم بن جائے اور مال موروث میں شامل ہو کر شرعی ورثاء میں تقسیم کیا جائے تو بظاہر مجھے کوئی شرعی قباحت نظر نہیں آرہی ہے۔ اب تفصیلاً شق وار میری گذارشات ملاحظہ فرمادیں۔ قولہ: چونکہ شرط متحقق ہونے کی صورت میں حکومت اس رقم کے دینے کا وعدہ کر چکی ہے۔ الخ

شامل ہوا ہے۔ کیونکہ ماہر ترین شکاری اپنا جال بچھائے جہاں تجربہ کے مطابق یقیناً شکار پھنستا ہو تب بھی پھنسنے سے ایک لمحہ پہلے بھی اگر اس شکار کی بیع کی جائے جو چند لمحات بعد پھنسنے والا ہے تو یہ بیع باطل ہوگی کیونکہ مبیع بائع کی ملکیت نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ جال کسی بھی ہوشیاری سے لگایا جائے اور موقعہ کتنا ہی یقینی شکار پھنسنے کا ہو تب بھی وہ شکار پھنس جانے سے پہلے مملوک نہیں ہوگا۔ نیز بعض فقہاء کی توجیہ کے مطابق مباشرۃ السبب المفضی الی المسبب کو قائم مقام مسبب کے قرار دیا جائے تو اس طرح ایسی ملازمت اختیار کرتا جس میں بینولینٹ فنڈ ملتا ہو خود مباشرۃ السبب ہے ایسی صورت میں اگر شکار ترکہ میں شامل ہوتا ہے تو یہ فنڈ کیوں ترکہ میں شامل نہ ہو ماھوالفارق بینھما۔ اگر کہا جائے کہ بینولینٹ فنڈ لازمی نہیں ملتا بلکہ صرف دوران ملازمت وفات کی صورت میں ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شکار بھی لازمی طور پر جال میں نہیں پھنستا کبھی تو پھنستا ہے اور کبھی نہیں باوجود یہ کہ ترکہ میں شامل کیا گیا ہے۔

مزید براں مسئلہ خمر صار خلا میں مرحوم کی زندگی میں خمر غیر مملوک اور غیر محترم تھا لیکن وفات کے بعد موسمی اثرات اور دیگر طبعی اسباب کی بناء پر مرحوم کے اکتساب کے بغیر بعد الموت ترکہ بن گیا ہے اس کے باوجود ترکہ میں شامل کیا جاتا ہے اس صورت میں تو کسی طرح بھی مباشرۃ السبب موجود نہیں ہے۔

بینولینٹ فنڈ میں ملازمت مشروط کو اختیار کرنے کا اکتساب پایا جاتا ہے اس لئے یہ مسئلہ خمر سے زیادہ ترکہ میں شامل ہونے کا مستحق ہے اور ہونا چاہئے۔

قوله: (من تركة الميت) وهي ما يخلفه فتصدق بما تركه من خمر صار خلا بعدموته ومن شبكة نصبها فوقع فيها بعد موته فيورث ذلك عنه۔ الخ: الجواب: مغنی المحتاج اور تحفۃ المحتاج کی ان عبارات کے بعد بینولینٹ فنڈ کو ترکہ سے خارج کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ اس کا معنی ما تیر کہ نہیں ہے بلکہ ما یخلفہ ہے یعنی جو چیز بالسبب المکتسب جیسے شکار یا بلا السبب المکتسب جیسے خمر صار خلا یہ سب کے سب بعد الموت حاصل ہوئے ہیں اور ترکہ میں شامل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ی اگر

ال کسی

فقہاء کی

س میں

و الفارق

ے کہ شکار

ر دیگر طبعی

میں تو کسی

ں ہونے کا

من شبکة

ینوولینٹ فنڈ

کتسب جیسے

ہیں۔